ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و صیانت، صداقت و اخلاص کے حامل محدثین اور ائمہ مسلمین کی کفیل رہی ہے۔ دشمنانِ اسلام کی من گھڑت اور پرفتن باتیں ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں۔ ظالموں کی تمام خرافات، لب گیری اور طعن و تشنیع ان کا دامن داغ دار نہیں کر سکی، بلکہ ان کی رفعتِ شان کو اور زیادہ بلندی نصیب ہوئی۔ جب ان معاندین اور ظالمین کو محدثین کرام نے عاق کر دیا تو یہ ان کی عزت کے درپے ہو گئے۔ وہ ہمہ وقت ان نفوسِ قدسیہ کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

ائمہ اسلام میں سے ایک مشہور و معروف اور معتبر نام محمد بن جریر طبری ہے۔ آپ کی ولادت 224 ہجری کو طبرستان میں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ جلیل القدر، رفیع الشان، سنی امام، حافظ، ثقہ اور متقن ہیں۔ دنیا آپ کو امام المفسرین کے معزز لقب سے یاد کرتی ہے۔ آپ محدث، فقیہ، مفسر، مؤرخ، لغوی اور مجتہد مطلق کی بلند شان رکھتے ہیں۔ آپ صاحبِ تصانیف ہیں اور آپ کا شمار کبار ائمہ اسلام میں ہوتا ہے۔ تفسیر قرآن کریم میں آپ کا منفرد نام ہے۔

تعریف و توثیق :

بیسیوں محدثین نے آپ کی تعریف و توثیق کی ہے، چند اقوال ملاحظہ ہوں :

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِسْتَوْطَنَ الطَّبَرِيُّ بَغْدَادَ، وَأَقَامَ بِهَا إِلٰى حِيْنَ وَفَاتِهٖ، وَكَانَ أَحَدُ أَئِمَّةِ الْعُلَمَاءِ يُحْكَمُ بِقَوْلِهٖ، وَيُرْجَعُ إِلٰى رَأْيِهٖ لِمَعْرِفَتِهٖ

وَفَضْلِهِ،

وَكَانَ قَدْ جَمَعَ مِنَ الْعُلُوْمِ مَا لَمْ يُشَارِكْهُ فِيْهِ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ عَصْرِهِ، وَكَانَ حَافِظًا لِّكِتَابِ اللّٰهِ، عَارِفًا بِالْقَرَاءَاتِ، بِصِيْرًا بِالْمَعَانِي، فِقِيْهًا فِي أَحْكَامِ الْقُرْآنِ، عَالِمًا بِالسُّنَنِ وَطُرِقِهَا صَحِيْحِهَا وَسَقِيْمِهَا وَناسِخِهَا وَمَنْسُوْخِهَا، عَارِفًا بِأَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَمَنْ بَّعْدَهُمْ مِّنَ الْخَالِفِيْنَ فِي الْأَحْكَامِ، وَمَسَائِلِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، عَارِفاً بِأَيَّامِ النَّاسِ وَأَخْبَارِهِمْ، وَلَهُ الْكِتَابُ الْمَشْهُوْرُ فِي تَارِيْخِ الْأُمَمِ وَالْمُلُوْكِ، وَكِتَابٌ فِي التَّفْسِيْرِ لَمْ يُصَنِّفْ أَحَدٌ مِّثْلَهٗ، وَكِتَابٌ سَمَّاهُ «تَهْذِيْبَ الْآثَارِ» لَمْ أَرَ سِوَاهُ فِي مَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهٗ لَمْ يُتِمَّهٗ، وَلَهٗ فِي أُصُوْلِ الْفِقْهِ وَفُرُوْعِهِ كُتُبٌ كَثِيْرَةٌ، وَاخْتِيَارٌ مِّنْ أَقَاوِيْلِ الْفُقَهَاءِ، وَتَفَرَّدَ بِمَسَائِلَ حُفِظَتْ عَنْهُ.

''امام طبری رحمہ اللہ بغداد میں سکونت پذیر ہوئے،وفات تک وہیں رہے۔آپ رحمہ اللہ کا شمار ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے،لوگ آپ کے علم وفضل پر بھروسہ کرتے تھے،آپ بیک وقت کئی علوم کے حامل تھے،جن میں آپ کا ہمسر و ثانی نظر نہیں آتا،آپ کتاب اللہ کے حافظ،قراءات کے عالم،معانی ٔقرآن پر بصیرت رکھنے والے،احکام القرآن میں فقیہ،حدیث کے صحیح وضعیف اور ناسخ ومنسوخ ہونے کے عالم،احکام اور حلال وحرام کے مسائل میں صحابہ

کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد والوں کے اقوال کی معرفت رکھنے والے اور تاریخ دان ہیں۔امم وملوک کی تاریخ پر آپ نے ایک مشہور کتاب لکھی ہے اور آپ کی تفسیر بے مثال ہے،آپ کی ایک اور کتاب کا نام تہذیب الآثار ہے، یہ بھی بے مثل ہے،لیکن آپ اس کی تکمیل نہیں کر پائے۔فقہ کے اصول وفروعات پر بے شمار کتابیں چھوڑی ہیں۔آپ نے (اسلاف)فقہا کے اقوال کو اختیار کیا، نیز بہت سے منفرد مسائل بھی آپ سے بیان کیے گئے ہیں۔"(تاریخ بغداد : 163/2)

❁ امام ابو احمد حسین بن علی بن محمد بن یحیٰی بن عبد الرحمٰن بن الفضل دارمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَوَّلُ مَا سَأَلَنِي أَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ لِي : كَتَبْتَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَرِيْرٍ الطَّبْرِيِّ ؟ قُلْتُ : لَا، قَالَ : لِمَ ؟ قُلْتُ : لِأَنَّهٗ كَانَ لَا يَظْهَرُ، وَكَانَتِ الْحَنَابِلَةُ تَمْنَعُ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَيْهِ، فَقَالَ بِئْسَ مَا فَعَلْتَ، لَيْتَكَ لَمْ تَكْتُبْ عَنْ كُلِّ مَنْ كَتَبْتَ عَنْهُمْ وَسَمِعْتَ مِنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ .

"امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے مجھ سے سب سے پہلا سوال یہ کیا: کیا آپ نے امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے کچھ لکھا ہے؟ میں نے کہا:نہیں، انہوں نے کہا: کیوں؟ کہا: کیونکہ وہ باہر نہیں نکلتے تھے اور حنابلہ ان کے پاس جانے سے روکتے ہیں۔تو وہ کہنے لگے:آپ نے بہت برا کیا،کاش!جن سے آپ نے لکھا ہے،ان میں سے کسی سے نہ لکھتے اور صرف امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ

سے سماعت کا شرف حاصل کر لیتے۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر : 195/52، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ ایک روایت میں امام حسین بن علی تمیمی رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَمَّا رَجَعْتُ مِنْ بَغْدَادَ إِلٰی نِیْسَابُوْرَ، سَأَلَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقِ ابْنِ خُزَیْمَةَ، فَقَالَ لِيْ : مِمَّنْ سَمِعْتَ بِبَغْدَادَ ؟ فَذَکَرْتُ لَهٗ جَمَاعَةً مِّمَّنْ سَمِعْتُ مِنْهُمْ، فَقَالَ : هَلْ سَمِعْتَ مِنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَرِیْرٍ شَیْئًا ؟ فَقُلْتُ لَهٗ : لَا، إِنَّهٗ بِبَغْدَادَ لَا یُدْخَلُ عَلَیْهِ لِأَجْلِ الْحَنَابِلَةِ، وَکَانَتْ تَمْنَعُ مِنْهُ، فَقَال : لَوْ سَمِعْتَ مِنْهُ لَکَانَ خَیْرًا لَّکَ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ سَمِعْتَ مِنْهُ سِوَاهُ.

''میں بغداد سے نیساپور آیا تو امام محمد بن اسحاق خزیمہ رحمہ اللہ نے مجھ سے سوال کیا: آپ نے بغداد میں کس کس سے سنا ہے؟ میں نے ایک جماعت کا تذکرہ کیا جن سے میں نے سنا تھا۔ کہنے لگے: امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے کچھ سنا ہے؟ عرض کیا: نہیں، بغداد کے حنابلہ ان کے پاس جانے سے منع کرتے ہیں، اس لئے ان کے پاس کوئی بھی نہیں جا پاتا۔ انہوں نے کہا: اگر آپ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے سماع کر لیتے تو یہ ان سب سے بہتر ہوتا، جن سے آپ سن کر آئے ہو۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 164/2، تاریخ دمشق لابن عساکر : 195/52، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ آپ کے شاگرد محمد بن علی بن محمد بن سہل رحمہ اللہ نے آپ کو ''فقیہ'' کہا ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر : 200/52، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ امام ابن سریج، ابو العباس احمد بن عمر بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ جَعْفَرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرٍ الطَّبْرِيُّ، فَقِيْهُ الْعِلْمِ .

''ابوجعفر محمد بن جریر طبری، شرعی علوم میں فقیہ تھے۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر : 202/52، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ امام ابوسعید بن یونس رحمہ اللہ (م: 347ھ) کہتے ہیں:

كَانَ فِقِيْهًا، قَدِمَ إِلٰى مِصْرَ قَدِيْمًا سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَمِائَتَيْنِ، وَكَتَبَ بِهَا، وَرَجَعَ إِلٰى بَغْدَادَ، وَصَنَّفَ تَصَانِيْفَ حَسَنَةً، تَدُلُّ عَلٰى سِعَةِ عِلْمِهٖ .

''آپ رحمہ اللہ فقیہ تھے، ابتداءً 263 ہجری میں مصر کی طرف رحلت کی، وہاں کتابیں لکھیں، پھر بغداد چلے آئے۔ آپ رحمہ اللہ نے بہت عمدہ کتابیں لکھیں جو آپ کی وسعتِ علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔''

(تاریخ ابن یونس المصري : 195/2، 196، تاریخ دمشق لابن عساکر : 191/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ كَثِيْرٍ الطَّبَرِيُّ الإِمَامُ، الْعَلَمُ، الْمُجْتَهِدُ، عَالِمُ الْعَصْرِ، أَبُو جَعْفَرٍ الطَّبَرِيُّ، صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ الْبَدِيْعَةِ، مِنْ أَهْلِ آمُلَ طَبَرِسْتَانَ، مَوْلِدُهٗ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَمِائَتَيْنِ، وَطَلَبَ الْعِلْمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ، وَأَكْثَرَ التَّرْحَالَ، وَلَقِيَ نُبَلَاءَ الرِّجَالِ، وَكَانَ مِنْ أَفرَادِ الدَّهْرِ عِلْماً، وَذَكَاءً، وَكَثْرَةَ تَصَانِيْفَ، قَلَّ أَنْ تَرَى الْعُيُوْنُ مِثْلَهٗ .

''امام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری، امام، علامہ، مجتہد، عالم دوراں، ابوجعفر

طبری رحمہ اللہ۔ آپ شاہکار کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کا تعلق طبرستان کے مشہور شہر ''آمل'' سے تھا۔ 224ھ میں پیدا ہوئے اور 240ھ کے بعد تحصیل علم کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ نے طویل سفر کیے اور بڑے بڑے یکتائے زمانہ علما سے ملاقاتیں کیں۔ آپ رحمہ اللہ خود بھی علم اور ذہانت کے لحاظ سے نابغۂ روزگار اور مصنفِ کتبِ کثیرہ تھے۔ ان جیسی ہستیاں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔''

(سير أعلام النبلاء : 267/14)

❁ نیز فرماتے ہیں:

كَانَ ثِقَةً، صَادِقاً، حَافِظاً، رَأْساً فِي التَّفْسِيْر، إِمَاماً فِي الْفِقْهِ وَالْإِجْمَاعِ وَالِاخْتِلَافِ، عَلَّامَةٌ فِي التَّارِيْخ وَأَيَّامِ النَّاسِ، عَارِفاً بِالْقِرَاءَاتِ وَبِاللُّغَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''آپ ثقہ، صادق، حافظ، علم تفسیر کے سرخیل، فقہ، اجماع اور اختلافی مسائل میں امام، تاریخ میں علامہ، سیرت نگار، قراءات اور لغت وغیرہ پر علمی دسترس رکھنے والے تھے۔''(سير أعلام النبلاء : 270/14)

❁ شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (691-751ھ) لکھتے ہیں:

اَلْإِمَامُ فِي الْفِقْهِ، وَالتَّفْسِيرِ، وَالْحَدِيْثِ، وَالتَّارِيْخِ، وَاللُّغَةِ، وَالنَّحْوِ، وَالْقُرْآنِ .

''آپ فقہ، تفسیر، حدیث، تاریخ، لغت، نحو اور قرآن کے علوم میں امام ہیں۔''

(اجتماع الجيوش الإسلامية على غزو المعطّلة والجهميّة : 94/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ الْإِمَامُ الْبَارِعُ فِي أَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ.

''آپ رحمہ اللہ علوم کی بہت سی انواع میں ماہر امام تھے۔''

(تهذيب الأسماء واللغات :78/1)

کیا امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ شیعہ تھے؟

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ باتفاق علماءِ اسلام سنی مفسر اور امام ہیں۔ان کی تفسیر اہل اسلام میں اس قدر مقبول ہے کہ ہر دور کے مسلمان قرآن فہمی کے لیے اس پر اعتماد کرتے رہے ہیں،بعد میں آنے والے مفسرین اپنی اپنی تفاسیر میں اسے بنیادی اور اساسی مصدر اور ماخذ کے طور پر استعمال کرتے آئے ہیں۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تفسیر القرآن العظیم''میں اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔تفسیر ابن کثیر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے ذکرِ خیر سے لبریز ہے۔

امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ابن بالویہ محمد بن احمد الجلاب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، يَعْنِي ابْنَ خُزَيْمَةَ، بَلَغَنِي أَنَّكَ كَتَبْتَ التَّفْسِيْرَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَرِيْرٍ، قُلْتُ : بَلٰى، كَتَبْتُ التَّفْسِيْرَ عَنْهُ إِمْلَاءً، قَالَ : كُلَّهٗ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : فِي أَيِّ سَنَةٍ؟ قُلْتُ : مِنْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَّثَمَانِيْنَ إِلٰى سَنَةِ تِسْعِيْنَ، قَالَ : فَاسْتَعَارَهٗ مِنِّي أَبُوْ بَكْرٍ فَرَدَّهٗ بَعْدَ سِنِيْنَ، ثُمَّ قَالَ : قَدْ نَظَرْتُ فِيْهِ مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ، وَمَا أَعْلَمُ عَلٰى أَدِيْمِ الْأَرْضِ أَعْلَمَ مِنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَرِيْرٍ، وَلَقَدْ ظَلَمَتْهُ الْحَنَابِلَةُ.

''مجھ سے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے محمد بن جریر رحمہ اللہ سے کچھ تفسیر لکھی ہے؟ عرض کیا: جی بالکل! لکھی ہے۔ کہا مکمل؟ عرض کیا: جی ہاں! پوچھا: کس سن میں؟ 283ھ سے لے کر 290ھ تک۔ انہوں نے مجھ سے وہ نسخہ ادھار لیا اور کئی سال بعد واپس کیا۔ پھر کہنے لگے: میں نے شروع سے آخر تک پوری کتاب پڑھی ہے اور میرے علم کی حد تک روئے زمین پر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے بڑا کوئی عالم نہیں۔ حنابلہ نے ان پر ظلم ڈھایا ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب البغدادي: 163/2، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اس تفسیر کو منکرین حدیث اور ملحدین و زنادقہ اپنے گلے کا کانٹا سمجھتے ہیں۔ اہل باطل قرآن کریم کی مَن پسند تفسیر کرنا چاہتے ہیں اور قرآنِ مجید کو اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں، لیکن تفسیر طبری کے ہوتے وہ اپنے ناکام اور مذموم مشن میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کا بُنا ہوا جال تار تار ہو جاتا ہے اور ان کی بنائی ہوئی خستہ عمارت دھڑام سے منہدم ہو جاتی ہے۔ تب منکرین حدیث اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آتے ہیں اور بلا دلیل و ثبوت اعتراضات شروع کر دیتے ہیں۔

مشہور منکرِ حدیث، تمنا عمادی نے ایک مضمون لکھا، جس میں یہ باور کرانے کی ناکام اور مذموم کوشش کی ہے کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ شیعہ تھے، تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں امام ابن جریر رحمہ اللہ کی تفسیر بے نظیر کی حیثیت محو ہو جائے، ''طلوعِ اسلام'' کو یہ بات اچھی لگی تو اس پر یوں تبصرہ کر ڈالا:

''علامہ تمنا نے اپنے اس مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ امام ابن جریر طبری در حقیقت شیعہ تھے۔ اگر یہ شیعہ تھے تو آپ خود سمجھ لیجیے کہ اہل سنت والجماعت جس تفسیر اور جس تاریخ کو اتنا معتبر سمجھتے ہیں، اس کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے

اور اس بنیاد پر اٹھی ہوئی عمارتیں کس درجہ قابل اعتماد ہوسکتی ہیں۔''

(طلوعِ اسلام،ص:11، 7 مئی: 1955ء)

دشمنانِ حدیث کی انتہائی کوشش ہے کہ اہل اسلام کا اس تفسیر سے اعتماد اٹھ جائے۔ یاد رہے یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ان شاء اللہ!

جب بھی قرآن مجید کی تفسیر کی بات آتی ہے تو مسلمانوں کی پہلی نظر تفسیر ابن جریر پر ٹھہرتی ہے۔یہ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے پاس معتبر،مستند ومسند، بنیادی اور اساسی تفسیری اثاثہ ہے، جسے اہل اسلام نے ہمیشہ اپنے ماتھے کا جھومر جانا۔اہل سنت ہر دور میں اس پر نازاں رہے ہیں۔یہ عظیم القدر اور رفیع الشان تفسیر،اہل زیغ وشبہات کے ردّ میں سیف مسلول ہے۔

ایک مغالطه اوراس کي حقیقت :

امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ کے دور میں آپ کا ایک ہم نام تھا،اس کا نام بھی محمد بن جریر تھا،البتہ اس کے دادا کا نام رستم تھا۔وہ بھی بغداد میں رہتا تھا۔اتفاق سے اس کا سن وفات بھی وہی ہے، جوسنی امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا ہے۔دونوں کی کنیت بھی ایک ہے،جس کی بنیاد پر ظالموں نے اشتباہ واقع کر دیا۔محمد بن جریر بن رستم طبری نامی شخص کی صفات سنی امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ پر تھوپ دیں اور اس بنا پر واویلا شروع کر دیا کہ ابن جریر طبری ابوجعفر رحمہ اللہ شیعہ ہیں،حالانکہ محمد بن جریر بن رستم طبری ابوجعفر نامی شخص رافضی شیعہ ہے۔شیعہ کی معتبر کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔شیعہ بھی یہ فرق کرتے ہیں کہ محمد بن جریر بن یزید طبری سنی امام اور محمد بن جریر بن رستم طبری دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ مفسر کو کسی نے شیعہ نہیں کہا،مشہور و معروف سوانح نگار، ناقد ِرجال اور شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن

حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) لکھتے ہیں:

فَقَدْ تَرَجَّمَهُ أَئِمَّةُ النَّقْلِ فِي عَصْرِهِ وَبَعْدِهِ، فَلَمْ يَصِفُوْهُ بِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا ضَرَّهُ الْاِشْتِرَاكُ فِي اِسْمِهِ وَاِسْمُ أَبِيْهِ وَنَسَبِهِ وَكُنْيَتِهِ وَمُعَاصِرَتِهِ وَكَثْرَةِ تَصَانِيْفِهِ.

''ان کے ہم عصر اور ان کے بعد والے علما نے ان کے حالات زندگی قلم بند کیے ہیں، مگر کسی نے انہیں شیعہ قرار نہیں دیا۔ یہ اشتباہ ان (محمد بن جریر بن یزید طبری سنی اور محمد بن جریر بن رستم طبری رافضی) کے نام، باپ کے نام، نسبت، کنیت، ایک زمانے اور کثرتِ تصانیف مشترک ہونے سے واقع ہوا۔''

(لسان المیزان: 5/100، 101)

❀ مؤرخِ اسلام، مفسر قرآن، امام اہل سنت والجماعت، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) وضو میں پاؤں پر مسح کے بارے میں لکھتے ہیں:

فَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَّزْعُمُ أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ اثْنَانِ؛ أَحَدُهُمَا شِيْعِيٌّ، وَإِلَيْهِ يُنْسَبُ ذٰلِكَ، وَيُنَزِّهُونَ أَبَا جَعْفَرٍ مِّنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ، وَالَّذِي عُوِّلَ عَلَيْهِ كَلَامُهُ فِي التَّفْسِيرِ أَنَّهُ يُوجِبُ غَسْلَ الْقَدَمَيْنِ، وَيُوجِبُ مَعَ الْغَسْلِ دَلْكَهُمَا، وَلٰكِنَّهُ عَبَّرَ عَنِ الدَّلْكِ بِالْمَسْحِ، فَلَمْ يَفْهَمْ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ مُرَادَهُ جَيِّدًا، فَنَقَلُوا عَنْهُ أَنَّهُ يُوجِبُ الْجَمْعَ بَيْنَ الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ.

''بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ ابن جریر نام کے دو شخص ہیں؛ ان میں ایک شیعہ ہے، جس کی طرف یہ منسوب ہے۔ اہل علم امام ابو جعفر کو ان صفات سے پاک

قرار دیتے ہیں۔(شیعہ قرار دینے والوں کی طرف سے)امام صاحب کی جس کلام کو دلیل بنایا گیا ہے،وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں پاؤں دھونے کو واجب قرار دیا ہے،لیکن ساتھ میں وہ پاؤں ملنے کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔البتہ ملنے کو انہوں نے'مسح' کے لفظ سے بیان کیا ہے اور اکثر لوگ ان کی مراد اچھی طرح سمجھ نہیں سکے۔انہوں نے یہ نقل کر دیا کہ امام صاحب دھونے کے ساتھ پاؤں کا مسح کرنا بھی واجب سمجھتے ہیں(حالانکہ 'مسح' کا لفظ رگڑنے اور ملنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اور امام صاحب کی یہی مراد تھی)۔''

(البداية والنهاية :167/11، طبعة إحياء التراث)

معلوم ہوا کہ امام طبری رحمہ اللہ کو شیعہ کہنا یا تو ناواقفیت ہے یا پھر ہٹ دھرمی۔امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری کو اہل علم جانتے ہیں۔آپ کی تفسیر ہر دور میں متداول رہی ہے۔ ہر زمانے کے علما اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں،لیکن کسی نے آپ کو شیعہ نہیں کہا۔نہ معلوم منکرین حدیث خواہ مخواہ کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں؟

❁ محمد بن علی بن محمد بن سہل المعروف بہ ابن الامام کہتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ جِرِيْرٍ الطَّبْرِيَّ الْفَقِيْهَ، وَهُوَ يُكَلِّمُ الْمَعْرُوْفَ بِابْنِ صِالِحِ الْأَعْلَمِ، وَجَرٰى ذِكْرُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَجَرٰى خِطَابٌ، فَقَالَ لَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ جِرِيْرٍ : مَنْ قَالَ : إِنَّ أَبَا بِكْرٍ وَعُمَرَ لَيْسَا بِإِمَامَيْ هُدًى، أَيش هُوَ ؟ قَالَ : مُبْتَدِعٌ، فَقَالَ لَهُ الطَّبْرِيُّ إِنْكَارًا عَلَيْهِ : مُبْتَدِعٌ، مُبْتَدِعٌ، هٰذَا يُقْتَلُ، مَنْ قَالَ : إِنَّ أَبَا بِكْرٍ وَّعُمَرَ لَيْسَا إِمَامَيْ هُدًى يُّقْتَلُ، يُقْتَلُ .

''میں نے امام ابوجعفر، محمد بن جریر، طبری،فقیہ رحمہ اللہ کو امام ابن صالح اعلم

سے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ بات جاری تھی، امام محمد بن جریر رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا: جو شخص کہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ائمہ ہدیٰ نہیں ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بدعتی ہے۔ اس پر امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ بدعتی تو ہے ہی، واجب القتل بھی ہے۔ پھر فرمایا: جو کہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ائمہ ہدیٰ نہیں، اسے قتل کر دیا جائے، اسے قتل کر دیا جائے۔"

(تاریخ دمشق لابن عساکر : 200/52، 201، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

فَأَفْضَلُ أَصْحَابِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّدِّيقُ أَبُو بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ الْفَارُوقُ بَعْدَهٗ عُمَرُ، ثُمَّ ذُو النُّورَيْنِ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ .

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے فضیلت والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد عمر فاروق۔ پھر سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین اور پھر امیر المومنین اور امام المتقین سیدنا علی بن ابو طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا درجہ ہے۔"

(صریح السنة، ص :23)

محمد بن جریر بن رستم طبری آملی امام طبری رحمہ اللہ کا معاصر ایک رافضی مصنف ہے، شیعہ مذہب پر اس کی کتابیں موجود ہیں، اس کا تذکرہ اہل سنت اور شیعہ ہر دو مذاہب کے علماء نے کیا ہے۔

ثقہ امام علامہ عبدالعزیز کتانی رحمہ اللہ (466ھ) نے اس کے بارے کہا ہے:

هُوَ مِنَ الرَّوَافِضِ، صَنَّفَ كتباً كَثِيْرَة فِي ضَلَالتِهِم، لَهُ كِتَابُ

(الرُّوَاة عَنْ أَهْلِ البَيْت) ، وَكِتَاب :(الْمُسْتَرْشِد فِى الإِمَامَة) .
نقلته مِنْ خطّ الصَّائِن

(سیر اعلام النبلاء للذھبی :282/14)

شیعہ مصنف نجاشی (م:450ھ)''الفہرست فی الرجال'' (289/2)اورشیعہ مصنف ابوجعفر طوسی (م:460ھ)''الفہرست'' (ص:178)نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ''یہ صاحب تاریخ ابن جریر طبری نہیں۔''

شیعہ کتب میں اس کا ذکر اور اس کی روایات بہت زیادہ ہیں، اہل سنت علماء میں سے امام عبدالعزیز کتانی (466ھ) کے بعد حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر، علامہ قاسم بن قطلوطغا حنفی (879ھ)وغیرہ نے اسے رافضی کہا ہے۔

مشہور شیعہ عالم، محمد باقر مجلسی (م:1111ھ) نے لکھا ہے:

وَلَيْسَ هُوَ ابْنُ جَرِيرٍ التَّارِيخِيُّ الْمُخَالِفُ .

''یہ ابن جریر وہ نہیں جو مؤرّخ اور شیعہ کے مخالف ہیں۔''(بحار الأنوار :40/1)

تنبیہ نمبر ① :

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673-748ھ) لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ يَزِيْدَ الطَّبْرِيُّ، الْإِمَامُ الْجَلِيْلُ، الْمُفَسِّرُ، أَبُوْ جَعْفَرٍ، صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ الْبَاهِرَةِ، مَاتَ سَنَةَ عَشَرَ وَثَلَاثِ مِائَةٍ، ثِقَةٌ صَادِقٌ، فِيْهِ تَشَيُّعٌ يَّسِيْرٌ، وَمَوَالَاةٌ لَّا تَضُرُّ .

''محمد بن جریر بن یزید طبری، امامِ جلیل القدر، مفسر، ابوجعفر، شاندار کتابوں کے مصنف ہیں۔ 310ھ میں فوت ہوئے۔آپ ثقہ اور صادق تھے، البتہ آپ

میں تھوڑا سا غیر مضر تشیع پایا جاتا تھا۔'' (میزان الاعتدال : 3/498، 499)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی اس بات کے ردّ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا نُبِزَ بِالتَّشَيُّعِ، لِأَنَّهُ صَحَّحَ حَدِيْثَ غَدِيْرِ خُمٍّ .

''آپ پر تشیع کا الزام صرف اس بنا پر ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے غدیرِ خم والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔'' (لسان المیزان : 5/100)

دوسرے یہ کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں یہ الفاظ نہیں دہرائے، جو کہ آپ کی آخری تصانیف میں سے ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بات سے رجوع کر لیا تھا۔علاوہ ازیں حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے ان الفاظ کو کسی اہل علم نے درست بھی نہیں قرار دیا، کیونکہ اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ «فِيْهِ تَشَيُّعٌ يَسِيْرٌ» اور متاخر اصطلاحِ شیعہ کے درمیان بہت فرق ہے۔اس سے مراد رافضی اور ہمارے دور کے شیعہ نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس 'تشیع' کو علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے غیر مضرّ قرار دیا اور تب ہی تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابو جعفر ابن جریر طبری کو ثقہ، صادق، امام جلیل کہا ہے۔ فافہم و تدبر۔

تنبیه نمبر ۲ :

در اصل جب حافظ احمد بن علی سلیمانی رحمہ اللہ نے محمد بن جریر بن رستم ابوجعفر طبری رافضی پر جرح کی تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ سمجھ بیٹھے کہ شاید یہ جرح انہوں نے سنی امام محمد بن جریر بن یزید ابوجعفر طبری رحمہ اللہ پر کی ہے۔اسی وجہ سے انہوں نے یہ لکھا:

أَقْذَعَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ السُّلَيْمَانِيّ الْحَافِظُ، فَقَالَ : كَانَ يَضَعُ

لِلرَّوَافِضِ، كَذٰا قَالَ السُّلَيْمَانِيُّ، وَهٰذَا رَجْمٌ بِالظَّنِّ الْكَاذِبِ، بَلِ ابْنُ جَرِيْرٍ مِنْ كِبَارِ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ الْمُعْتَمِدِيْنِ، وَمَا نَدَّعِي عِصْمَتَهٗ مِنَ الْخَطَإِ، وَلَا يَحِلُّ لَنَا أَنْ نُّؤْذِيَهٗ بِالْبَاطِلِ وَالْهَوٰى، فَإِنَّ كَلَامَ الْعُلَمَاءِ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ يَّنْبَغِي أَنْ يُّتَأَنّٰى فِيْهِ، وَلَا سِيَمَا فِي مِثْلِ إِمَامٍ كَبِيْرٍ .

''حافظ احمد بن علی سلیمانی نے زبان درازی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن جریر روافض کے لیے احادیث گھڑتے تھے۔ یہ ان کا جھوٹا گمان ہے، ابن جریر تو قابل اعتماد کبار ائمہ اسلام میں سے ہیں۔ہم ان کے معصوم ہونے کے دعوے دار تو نہیں ہیں،لیکن ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم بے بنیاد باتوں اور ذاتی خواہشات کی بنا پر انہیں اذیت دیں۔علماءِ کرام کی ایک دوسرے کے متعلق جروح میں غور وفکر سے کام لینا ضروری ہے،خصوصاً جب ان جیسے بڑے امام کے متعلق بات ہو۔''(میزان الاعتدال : 499/3)

دراصل سلیمانی کی یہ جرح ابن جریر بن رستم رافضی کے بارے میں تھی،علامہ ذہبی رحمہ اللہ کو بھی اس سلسلے میں کچھ شبہ ہو گیا تھا۔اسی تذبذب کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے لکھا کہ:

فَلَعَلَّ السُّلَيْمَانِيَّ أَرَادَ الْآتِي .

''شاید حافظ سلیمانی رحمہ اللہ اس (ابن جریر طبری رافضی کی تضعیف) کا ارادہ رکھتے تھے،جس کا ذکر ابھی آ رہا ہے۔''(میزان الاعتدال : 499/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے رد اور حافظ سلیمانی رحمہ اللہ کے دفاع میں لکھا:

وَلَوْ حَلَفْتُ أَنَّ السُّلَيْمَانِيَّ مَا أَرَادَ إِلَّا الْآتِي؛ لَبَرِرْتُ، وَالسُّلَيْمَانِيُّ حَافِظٌ مُتْقِنٌ، كَانَ يَدْرِي مَا يَخْرُجُ مِنْ رَأْسِهِ، فَلَا أَعْتَقِدُ أَنَّهُ يَطْعَنُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْإِمَامِ بِهٰذَا الْبَاطِلِ.

''اگر میں قسم بھی اُٹھالوں کہ حافظ سلیمانی رحمہ اللہ نے بعد میں مذکور (ابن جریر بن رستم طبری رافضی) ہی کو مراد لیا تھا، تو میری قسم پوری ہو گی۔ سلیمانی پختہ حافظ ہیں۔وہ اپنے منہ سے نکلنے والی بات جانتے تھے۔میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ ابن جریر جیسے امام کے بارے میں جھوٹی تنقید کریں۔''

(لسان المیزان: 100/5)

تنبیہ نمبر ③ :

حافظ ابوالفضل عراقی رحمہ اللہ (725-806ھ) لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ رُسْتُمَ أَبُوْ جَعْفَرٍ الطَّبَرِيُّ،رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ، ذَكَرَهُ الْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْكَتَانِيُّ، وَقَالَ: إِنَّهُ رَافِضِيٌّ، وَلَهُ مُؤَلَّفَاتٌ مِّنْهَا كِتَابُ الرُّوَاةِ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَلَعَلَّ السُّلَيْمَانِيَّ إِنَّمَا أَرَادَ بِالتَّضْعِيْفِ هٰذَا، فَإِنَّهُ قَالَ فِيْهِ: إِنَّهُ كَانَ يَضَعُ لِلرَّوَافِضِ، فَذَكَرَ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيزَانِ مُحَمَّدَ بْنَ جَرِيْرٍ الطَّبَرِيَّ الْإِمَامَ الْمَشْهُورَ، وَذَكَرَ قَوْلَ السُّلَيْمَانِيِّ وَرَدَّهُ، وَكَأَنَّهُ لَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ فِي الرَّافِضَةِ مَنْ شَارَكَهُ فِي الْاِسْمِ وَاسْمِ الْأَبِ وَالْكُنْيَةِ وَالنِّسْبَةِ، وَإِنَّمَا يَفْتَرِقَانِ فِي اسْمِ الْجَدِّ فَقَطْ، فَالرَّافِضِيُّ اسْمُ

جَدِّهِ رُسْتُمُ، وَالْإِمَامُ الْمَشْهُورُ اسْمُ جَدِّهِ يَزِيْدُ، وَلَعَلَّ مَا حُكِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنَ جَرِيْرٍ الطَّبَرِيِّ مِنَ الِاكْتِفَاءِ فِي الْوُضُوءِ بِمَسْحِ الرِّجْلَيْنِ؛ إِنَّمَا هُوَ عَنْ هٰذَا الرَّافِضِيِّ، فَإِنَّهٗ مَذْهَبُ الشِّيْعَةِ .

''محمد بن جریر بن رستم، ابوجعفر طبری خبیث رافضی ہے۔ حافظ عبدالعزیز کتانی نے اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ رافضی ہے اور اس کی کچھ کتابیں بھی ہیں، جن میں ایک کتاب اہل بیت کے راویوں سے متعلق ہے۔ شاید حافظ سلیمانی رحمہ اللہ نے اس کی تضعیف کا ارادہ کیا تھا اور اسی کے بارے میں کہا تھا کہ یہ روافض کے لیے احادیث گھڑتا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا جو کہ مشہور امام ہیں اور حافظ سلیمانی رحمہ اللہ کا قول ذکر کر کے اس کا رد کر دیا۔ گویا انہیں علم نہیں تھا کہ ایک رافضی بھی امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ کا ہم نام ہے اور اس کے باپ کے نام، کنیت اور نسب میں بھی اشتراک ہے۔ ان دونوں کا فرق صرف دادا کے نام پر جا کر ہوتا ہے۔ رافضی کے دادا کا نام رستم اور مشہور امام کے دادا کا نام یزید ہے۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ محمد بن جریر طبری کے بارے میں جو حکایت نقل کی جاتی ہے کہ وہ وضو میں پاؤں کے مسح کو کافی سمجھتے تھے، وہ بھی اسی رافضی سے منقول ہے، کیونکہ یہ شیعہ ہی کا مذہب ہے۔'' (ذیل میزان الاعتدال، ص: 178، 179)

حافظ عراقی کو یہ بات لکھنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ شاید ان کے پاس جو میزان الاعتدال کا نسخہ تھا، اس میں حافظ ذہبی کی عبارت فَلَعَلَّ السُّلَيْمَانِيُّ أَرَادَ الْآتِي» گر گئی ہو، ورنہ حافظ ذہبی نے تو امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید طبری سنی اور ابوجعفر محمد بن

جریر بن رستم طبری رافضی میں خوب فرق کیا ہے۔ نیز دونوں کو الگ الگ ذکر کر کے سنی امام طبری کو امام جلیل اور ثقہ صادق کہا ہے، جبکہ محمد بن جریر بن رستم کو رافضی لکھا ہے۔

تنبیہ نمبر ④ :

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدِ اغْتَرَّ شَيْخُ شُيُوْخِنَا أَبُوْ حَيَّانَ بِكَلَامِ السُّلَيْمَانِيِّ، فَقَالَ فِي الْكَلَامِ عَلَى الصَّرَاطِ فِي أَوَائِلِ تَفْسِيْرِهِ : وَقَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ الطَّبْرِيُّ، وَهُوَ إِمَامٌ مِّنْ أَئِمَّةِ الْإِمَامِيَّةِ، : الصِّراطُ بِالصَّادِ لُغَةُ قُرَيْشٍ ---، وَنَبَّهْتُ عَلَيْهِ لِئَلَّا يُغْتَرَّ بِهِ .

''ہمارے اساتذہ کے استاذ ابو حیان کو حافظ سلیمانی رحمہ اللہ کی بات سے مغالطہ ہو گیا اور انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں لفظِ 'صراط' کی تفسیر میں کہہ دیا ہے: ابو جعفر طبری، جو کہ امامی شیعہ کے ایک امام ہیں، کا کہنا ہے کہ لفظِ 'صراط' صاد کے ساتھ لغتِ قریش ہے۔۔۔میں نے بطور تنبیہ یہ بات کر دی ہے تاکہ کسی کو اس سے مغالطہ نہ ہو جائے۔''(لسان المیزان : 100/5)

ہم کہتے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ تفسیر ابو حیان میں ابو جعفر الطّوسی کے بارے میں یہ لکھا ہے اور یہی درست ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تفسیر ابو حیان کا جو نسخہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے پاس تھا، اس میں یہ غلطی ہو، یا خود حافظ صاحب رحمہ اللہ سے صرفِ نظر ہو گیا ہو، واللہ اعلم، کیونکہ تفسیر ابن جریر طبری میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

شاعر، ابو بکر محمد بن عباس خوارزمی جسے امام طبری رحمہ اللہ کا بھانجا خیال کیا گیا ہے، اس کی توثیق ثابت نہیں، اس کی طرف منسوب دیوان میں اشعار کے حوالے سے علامہ حموی (626ھ) لکھتے ہیں:

وَكَذَبَ لَمْ يَكُنْ أَبُوْ جَعْفَر، رَحِمَهُ اللّٰهُ، رَافِضِيًّا،

''اس نے جھوٹ بولا ہے،ابوجعفر رحمہ اللہ رافضی نہیں تھے۔''

(معجم البلدان :١ /٥٧)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں معتبر اور ثقہ لوگوں کی باتوں کا مکلّف ٹھہرایا ہے، جس کے اپنے دین کا کوئی پتہ نہیں، اس کی طرف منسوب باتوں کا بھلا کیوں کر اعتبار ہوسکتا ہے۔

تنبیہ⑤:

یہاں ایک بات خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتے ہیں،وہ یہ کہ تاریخ طبری تو امام طبری رحمہ اللہ کی کتاب ہے،لیکن اس کا ضمیمہ ''صلہ تاریخ الطبری'' کے نام سے عریب بن سعد قرطبی (369ھ) نے لکھا ہے،اس کی توثیق ثابت نہیں ہے۔لگتا ہے یہ رافضی تھا،جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کیہے۔بعض احباب تاریخ طبری اور ضمیمہ میں فرق نہیں کر سکے،ایک غیر معتبر آدمی کی عبارات کو امام طبری رحمہ اللہ کی عبارات سمجھ بیٹھے،اور آپ رحمہ اللہ پر توہین صحابہ کا الزام رکھ دیا،جب کہ آپ رحمہ اللہ اس الزام سے بری ہیں۔

امام طبری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کتاب ''ذیل المذیل'' کا اختصار ''المنتخب من ذیل المذیل'' کے نام سے اسی نے کیا ہے، لہذا اس کتاب میں مذکور باتوں کا کوئی اعتبار نہیں،امام رحمہ اللہ اس سے بری ہیں۔

تاریخ طبری ہر دور میں متداول رہی ہے،ائمہ اہل سنت ،اصحاب پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ہر دور میں موجود رہے ہیں،اگر طبری کی تاریخ میں کوئی ایسا ویسا مواد ہوتا جس سے ثابت ہوا کرتا کہ امام طبری رافضی ہیں ،تو ائمہ اہل سنت ضرور اس بات سے آگاہ کرتے ،انہوں نے اگر ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھا ہی نہیں،خوامخواہ یار لوگوں نے افسانہ بنا دیا ہے۔

دوسرے یہ کہ ہمیں پہلوں کے علم وتقوی پر بھروسہ کرنا چاہیئے، وہ لوگ جنہوں نے ہم تک مسلک اہل سنت پہنچایا ہے، وہ بہتر جانتے ہیں کہ ان کے زمانے میں کون اہل سنت کے عقائد پر تھا اور کون اہل سنت سے ہٹا ہوا، وہ اگر کسی کو اہل سنت میں شمار کرتے ہیں، تو خوب چھان پھٹک کے بعد کرتے ہیں، سو ہمیں یہ حق نہیں کہ بلا دلیل پہلوں سے اختلاف کرنے بیٹھ جائیں، ہمیں صرف یہ چاہیئے کہ ان سے علم لیں اور آگے پھیلاتے رہیں، یوں ہی الٹی سیدھی آراء قائم کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔

رہی بات تاریخ طبری وغیرہ میں ضعیف ومن گھڑت روایات کی تو یہ یاد رہے کہ محدثین نے سندیں ذکر کر کے خود کو بری الذمہ کر لیا ہے، اب بعد والوں کو چاہیئے کہ خود ہی سندوں کی پرکھ اصول محدثین پر کریں، نہ کہ سندیں بیان کرنے والوں کو ستے رہ جائیں، محدثین کا اپنی کتابوں میں سندیں ذکر کرنا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے، ہمیں اپنے محسنین کی کوششوں کاوشوں کو قدر کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ اگر وہ سندیں ذکر نہ کرتے تو صحیح وسقیم کی تمیز ممکن نہ تھی۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں باسند رایتیں ذکر کر کے ہمیں باخبر کر دیا ہے کہ اس قسم کی روایتیں کس قماش کے لوگوں کی بیان کردہ ہیں، لہذا ان سے محتاط رہیں۔

شیوخ کرام :

امام طبری رحمہ اللہ نے حصولِ علم کے لیے بہت سے علاقوں کا سفر کیا۔ آپ رحمہ اللہ نے محمد بن عبد الملک بن ابو شوارب، اسماعیل بن موسیٰ سُدّی، اسحاق بن ابو اسرائیل، احمد بن منیع، ابو کریب محمد بن علا، ہناد بن سریّ، ابو ہمام سکونی، محمد بن عبد الاعلیٰ صنعانی، محمد بن بشار بندار، محمد بن مثنیٰ، حسن بن عرفہ، مہنا بن یحییٰ، علی بن سہل رملی، بشر بن معاذ عقدی، عمرو بن

علی فلاس، زبیر بن بکار اور احمد بن سریج رازی رحمہم اللہ وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

تلامذہ عظام :

امام طبرانی، احمد بن کامل القاضی، ابو بکر شافعی، امام ابو احمد بن عدی اور خلق کثیر نے آپ سے اکتسابِ علم کیا۔

تصانیف :

آپ کی مشہور تصانیف میں سے جامع البيان عن تأويل آي القرآن ہے، جو تفسیر طبری کے نام سے معروف ہے۔ اس کے علاوہ تاريخ الأمم والملوك، تهذيب الآثار، التبصير في معالم الدين، صريح السنّة آپ کی جلیل القدر تصانیف ہیں۔

وفات حسرت آیات :

اس دنیا میں کوئی بھی ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آیا۔ امامِ جلیل القدر کی وفات 310ھ میں ہوئی۔ امام صاحب کے شاگرد احمد بن کامل قاضی (350) آپ کے جنازے کا احوال بیان کرتے ہیں کہ

واجتمع عليه من لا يحصيهم عددا إلا الله

''ان کے جنازے میں بے شمار خلق خدا حاضر ہوئی۔''

(تاريخ بغداد للخطيب: 548/2، وسنده صحيح)

یاقوت حموی نے بعض نامعلوم لوگوں سے ذکر کیا ہے کہ امام رحمہ اللہ کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا، یہ بات بے سند ہے۔ رحمه الله رحمة واسعة !